قائداعظم کی ایک جھلک اُردو ادب میں

ڈاکٹر ثمینہ ندیم

Dr. Samina Nadeem

Associate Professor, Department of Urdu,
Govt. Post Graduate Islamia College For Women, Cooper Road,
Lahore.

Abstract:

Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah stands tall as a Leader and his personality needs no introduction. His scholorship, thoughts and ideas have made an impact the world over and a cause of interest for people at large. Literature and books are being published on his achievements and personality. Quaid-e-Azam as an eminent Leader and personality has been the topic of poets and writers and prominent Journals of urdu literature have published special numbers.

In this article Dr. Samina Nadeem has narrated how the personality of Quaid-e-Azam has been held on a high padestal in urdu literature, research and writing.

قائداعظم محمد علی جناح نڈر، بے باک اور بصیرت افروز سوچ کے مالک لیڈر تھے۔ وہ عظیم راہنما تھے۔ جنھوں نے مسلمانوں کے لیے الگ وطن کا حصول اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور انھیں اسلامی وقار، تشخص اور قومی غیرت وحمیت کے ساتھ جینے کا مکمل حق دیا۔ چٹا گانگ میں عام استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''ہم نے اسی لیے تو پاکستان کا مطالبہ کیا اس کے لیے جدوجہد کی اور اسے حاصل کیا تا کہ مادی طور پر اور روحانی طور پر آزادی کے ساتھ اپنی روایات اور مزاج کے مطابق اپنے معاملات کو چلا سکیں۔ انسانی اخوت، مساوات اور بھائی چارہ ہمارے مذہب، ثقافت اور تہذیب کے بنیادی نکات ہیں اور اپنے پاکستان کے لیے جدوجہد

اس لیے کی کہ اس برصغیر میں ان انسانی حقوق کے استحصال کا خطرہ
لاحق تھا۔''(۱)

ایسے باوصف راہنما کو اردو ادب نے بھرپور پذیرائی بخشی خواہ ادبی رسائل و جرائد ہوں یا شعراء کے مجموعے یا قائداعظم کے حیات و کارناموں کی تفصیل اردو ادب میں قائد کا عکس ہمیشہ موجود رہا ہے۔ زیرِنظر مضمون کا مقصد بھی ''قائداعظم کی ایک جھلک۔اردو ادب میں'' ادیب و شعراء کی کاوشوں کا مختصر تذکرہ ہے جو قیامِ پاکستان سے اب تک جاری وساری ہیں۔ مجلسِ ترقی ادب لاہور نے اردو مجلّہ ''صحیفہ'' ستمبر، دسمبر ۱۹۷۶ء میں قائداعظم نمبر شائع کیا اس اشاعتِ خصوصی کی مجلس ادارت میں احمد ندیم قاسمی، کلب علی خاں فائق اور یونس جاوید شامل تھے۔ فہرست مضامین ملاحظہ ہو

قائداعظم کے پارلیمانی کردار کی جھلک۔ جسٹس ایس اے رحمٰن، قائداعظم تحریک بازیافت کے آخری رہنما۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، قائداعظم کا عظیم المثال کارنامہ تخلیق پاکستان۔ ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی، قائداعظم اور ہماری قومی تاریخ، اعجاز حسین بٹالوی، مسٹر جناح اور قائداعظم۔ انتظار حسین، قائداعظم اور اُردو۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق قائداعظم کا ایک سفر۔ ڈاکٹر ممتاز حسین، لفظ جناح کی تحقیق۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، عوحکومت برطانیہ اور ہماری قومی جدوجہد (۱۹۳۷۔۱۹۳۹) پروفیسر جیلانی کامران ہندو جاتی کی اجتماعی نفسیات۔ پروفیسر محمد منور، قائداعظم۔ تحریک عدم تعاون اور تحریک خلافت۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید قائداعظم علامہ اقبال کی نظر میں۔ انور محمود خالد، تین خط ایک موضوع۔ ارشد میر، مرد مومن۔ عشرت رحمانی ان مضامین کے موضوعات دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کی شخصیت و کردار کو اردو ادب میں کس قدر پذیرائی حاصل رہی ہے نہ صرف ان پر باقاعدہ کتب کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا بلکہ ادبی جرائد نے اپنے طور پر خصوصی اشاعتیں اور شمارے بھی نکالے جن کا مقصد قائداعظم محمد علی جناح کے افکار و نظریات کی ترویج و ابلاغ تھا اور نسلِ نو کو اس سے متعارف کرانا بھی پیش نظر تھا بقول ڈاکٹر سیّد عبداللہ:

''قائداعظم نے مسلمانانِ ہند کے اس جذبہء بازیافت کا لحاظ رکھتے
ہوئے مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کو تاریخ کا مسئلہ بنادیا انھوں
نے فرمایا کہ پاکستان کی بنیاد اس دن رکھ دی گئی تھی جس دن برصغیر
کا پہلا شخص مسلمان ہوا تھا۔''(۲)

اپنے مضمون کا اختتام ڈاکٹر صاحب نے ان الفاظ میں کیا ہے:

''یہ ہے تحریک بازیابی کی تاریخ جس کی ابتداء اورنگ زیب عالمگیر
کی وفات سے ہوتی ہے اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء پر ختم ہوتی ہے اس
دن کو اگر تحریک کا یومِ تکمیل اور تحریک کے قائد کو اس تکمیل کا نشان

اعظم سمجھ لیا جائے تو یہ واقعات تاریخی کے عین مطابق ہوگا۔''(۳)

''صحیفہ'' کی اس اشاعت خصوصی میں نہ صرف نثر بلکہ شعراء نے بھی قائداعظم کو بھرپور خراج عقیدت پیش کیا ہے مثلاً صوفی غلام مصطفیٰ تبسم کی نظم'' قائداعظم'' کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ایک فرد ناتواں آیا، تواں دے کر گیا قوم کو بے تابیِ عزم جواں دے کر گیا
جادۂ آزادیٔ گم گشتہ کا پاکر سراغ رہروں کو منزل نو کا نشاں دے کر گیا
ابر رحمت کی طرح برسا وطن کی خاک پر اس زمیں کو اعتبار آسماں دے کر گیا(۴)

قمر جمیل کی نظم'' قائداعظم'' کے اشعار ملاحظہ ہوں:

وہ آفتاب نہاں زیر خاک ہے تو کیا دلوں کو زندہ رکھیں گی تمازتین اس کی
ہمارے وادی و کہسار اس کا عزم بلند ہمارے غنچہ و گلزار محنتیں اس کی(۵)

رسالہ نگار'' پاکستان نے ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی زیرادرات'' قائداعظم'' دستاویزات نمبر شائع کیا جس میں مطبوعات موصولہ(بسلسلہ قائداعظم صدی) بھی شامل ہیں۔

گورنمنٹ اسلامیہ کالج لاہور نے اپنے ادبی میگزین کریسنٹ کا صد سالہ نمبر نکالا تو اس میں ملک کے نامور شعراء اور ادیبوں کی تخلیقات کو یکجا کر کے اسے ایک مبسوط ادبی یادگار کی شکل دے دی اس میں'' قائداعظم اور اسلامیہ کالج لاہور'' غلام رسول از ہر کا مضمون (جن کا شمار طلبائے قدیم میں ہوتا ہے) شامل ہے جس سے قائداعظم محمد علی جناح کی بے مثال جدوجہد اور ان کے خلاقانہ ذہن کا اندازہ ہوتا ہے۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی لاہور ریزولیوشن کے بعد پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام پہلی پاکستان کانفرنس کے عظیم اجتماع کا اہتمام اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور ہی کے سبزہ زار میں ۱۹۴۱ء میں کیا گیا تھا۔۔۔۔اسلامیہ کالج لاہور کے کھیل کے میدان میں ہر طرف انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا مگر اس عظیم المثال مجمع میں نظم وضبط کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص اپنی جگہ دم سادھے ہمہ تن گوش اپنے محبوب قائداعظم کو سن رہا تھا۔ اس عظیم الشان جلسہ میں حضرت قائداعظم نے اپنی تقریر میں مارچ کے مہینہ کی نسبت سے اس طرح کا ایک تاریخی جملہ بھی ارشاد فرمایا تھا:

"It is the month of March. Let us March on."(6)

اس یادگاری مضمون میں ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۶ء کے دوران تحریک پاکستان کی کئی جھلکیاں موجود ہیں مثلاً'' مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب ۱۳ جنوری ۱۹۴۶ء کو اسلامیہ کالج سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام ایک جلسہ میں حضرت قائداعظم، شامیانوں، شامیانوں اور قنالوں کے درمیان، پنڈال کی اسٹیج پر تشریف فرما تھے کہ اسلامیہ کالج سے ملحقہ مبارک مسجد سے بے گاہ اذان کی آواز آئی جس پر قائداعظم

تقریر کرتے کرتے رک گئے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں مبارک مسجد اور ریواز ہاسٹل کی عقبی دیوار کے درمیان گلی میں سے کچھ خاکسار سروں پر کفن باندھے، ہاتھوں میں بیلچے اٹھائے، چپ راست کرتے ہوئے، علامہ عنایت اللہ مشرقی کی قیادت میں جلسہ گاہ میں پنڈال کی طرف بڑھے۔ علامہ مشرقی نے اسٹیج پر چڑھ کر مائیک کو قائداعظم کے ہاتھوں سے چھیننا چاہا مگر قائداعظم نے ان کو ہاتھوں سے روک دیا اور معاً فرمایا:

"Are you a member of the muslim league?
This is a Muslim League platform."(7)

اس مضمون میں قائداعظم محمد علی جناح کی بصیرت افروزی کی مثالوں کے ساتھ ان کی شخصیت کا عکس بھی ملاحظہ ہو:

''نعروں کی بارات کا دولہا میرا محبوب قائداعظم اس وقت بھی میری نظروں کے سامنے ہے ایک سچا، بے لاگ، الوالعزم انسان روشن دماغ، روشن ضمیر، خوش نفیس، خوش نفس، خوش گل، گلاب، صندل اور سندور کے معطر آمیزہ میں ڈھلا ہوا ایک خوش نظر، سرو قامت، نوری پیکر، قدرت کی صناعی اور نادرہ کاری کا عظیم شاہکار، عقابی روح اور عقابی نظر کا حامل، دیدہ ور، جامہ زیب، دیدہ زیب، حرم دوست اور امانت و دیانت کا مجسّم، حسن سیرت کا دلکش نمونہ، نا قابل خرید، نا قابل تسخیر، دانا و بینا مردمومن جس نے ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اپنے دور پر آشوب کی افرنگی اور کافرانہ عفریتی قوتوں کو بیک وقت شکست فاش دے کر سب سے بڑی اسلامی مملکت کے قیام کا غیر معمولی معجزہ بصورت پاکستان برپا کیا۔'' (۸)

مصنف نے ۲۷ مارچ ۱۹۴۶ء کو اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل ڈاکٹر عمر حیات ملک اور طالب علم راہنما آفتاب قرشی کی دعوت پر حضرت قائداعظم کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر صدارت فرمانے کا ذکر بھی کیا ہے اس تقریب میں قائداعظم نے ولولہ انگیز تقریر میں کالج کے طلباء کی بے لوث ملی خدمات کا سراہا۔

قائداعظم کی معتبر اور باوقار ہستی اردو ادب کا محبوب موضوع رہی ہے خواہ ادبی رسائل و جرائد ہوں یا کسی تعلیمی ادارے کا سوسالہ مخزن۔ ڈاکٹر حنیف فوق کے مضامین کے مجموعے ''متوازی نقوش'' کا پہلا مضمون ''قائداعظم، اتاترک، علی برادران اور رومی و اقبال کے متوازی نقوش'' ہے تنقید ادب پر مشتمل پندرہ مضامین کے مجموعے میں پہلا مضمون ہی قائداعظم کی فکر رسا کی عکاسی کرتا ہے۔

قائداعظم اور اتاترک دونوں نے مغربی سامراج اور اس کی پرفریب سازشوں کے خلاف کامیاب جدوجہد کی لیکن عصری تہذیب کے وسائل اور امکانات سے فائدہ اٹھانا بھی ضروری سمجھا ہے اس لحاظ سے جہاں وہ ایک جانب مغربی آمریت سے نبرد آزما رہے ہیں وہاں دوسری جانب وہ عصری تہذیب وترقی، علم ودانش کے ان فیض رساں امکانات کے جویا ہیں جن کو مغرب میں فروغ حاصل ہوا۔ لیکن جن میں مقدار ہی نہیں صنعتی طور پر انسانی زندگی کو بلند تر سطحوں تک لے جانے کی صلاحیت ہے۔ ترکی میں اتاترک کی اصلاحات کا مقصد محض ظاہری تبدیلی نہیں دراصل ہم عصریت کی روح بیدار کرنا تھا قائداعظم نے کل پاکستان ایجوکیشن کانفرنس کے اجلاس (۲۷نومبر۱۹۴۷ء) منعقدہ کراچی میں اپنے متوازن انداز میں کہا تھا کہ:

> ''ساری دنیا میں رونما ہونے والی وسیع ترقیوں اور زمانہ ءموجودہ کی خصوصیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تعلیمی پالیسی کو اپنے عوام کے وصف معنوی اور اپنی تاریخ وتہذیب کی مطابقت کے ساتھ بروئے کار لایئے۔'' (۹)

ڈاکٹر حنیف فوق نے اتاترک اور قائداعظم دونوں کو نئی زندگی کے معمار قرار دیتے ہوئے لکھا ہے اپنے اپنے ملکوں کی خصوصیات کے اعتبار سے دونوں نے ہم عصرانہ تہذیب کے اجزاء کو ملّی اوصاف کے ساتھ نئی ترتیب دی ہے۔

حنیف فوق نے اپنے مضامین کو ترتیب دیتے وقت قائداعظم کی شخصیت کو اولیت دیتے ہوئے اپنے اس اھم مضمون کو فہرست میں پہلے نمبر پر رکھا۔ ادب کے طالب علموں کے لیے قائداعظم کی جدوجہد اور علم ودانش سے آگہی بلاشبہ اس مضمون کا مقصد ہے۔

ادبی جریدہ ''ماہ نو'' نے چالیس سالہ مخزن ۱۹۸۷ء میں دوجلدوں میں شائع کیا کشور ناہید نے آغاز میں ''رودادسفر'' بیان کرتے ہوئے لکھا کہ:

> ''۱۹۴۸ء میں ماہ نو نے اپنے سفر کا آغاز کیا جس میں ادب کی تازگی اورتوانائی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتی رہی ''ماہ نو'' کا یہ انتخاب برصغیر کے چالیس سالہ اہم مصنفین کی قابل ذکر تحریروں کو مدوّن کرنے کی حتی الامکان کوشش ہے۔'' (۱۰)

انہی قابل ذکر تحریروں میں ایک اہم اور یادگار تحریر سرعبدالقادر کی ہے یہ قائداعظم کے متعلق ان کی یادداشتیں ہیں جو ''قائداعظم'' کے عنوان سے ایک مضمون کی صورت مخزن کے اس یادگار شمارے میں موجود ہے۔ سرعبدالقادر کو قائداعظم کے قریب رہنے، ان سے ملاقات کرنے اور گفتگو کرنے کے کئی مواقع ملے جن کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے:

''۱۹۴۳ء میں مجھے کوئٹہ جانے کا اتفاق ہوا قائداعظم بھی ان دنوں وہاں مقیم تھے اور ان کے اعزاز میں پارٹیاں اور جلسے ہو رہے تھے ایک دن ایک بڑی پارٹی چائے کی ہو رہی تھی میں قائداعظم والی میز پر تھا وہاں کچھ ذکر ان ملاقاتوں کا آ گیا جو اس سے پہلے قائداعظم اور لارڈ لنتھگو وائسرائے ہند میں ہوتی رہی تھیں انہوں نے بتایا کہ ایک دن وائسرائے نے ان سے یہ کہا کہ اگر وہ یہ ضد چھوڑ دیں کہ پاکستان بننا چاہیے اور مسلمان علیحدہ قوم تسلیم کیے جانے چاہیے تو وہ فریق ثانی کو مائل کر سکتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو بہت سی مراعات دے۔ قائداعظم صاحب نے کہا کہ اس کا جواب وہ آئندہ ملاقات میں دیں گے جب چند روز بعد پھر ان کی ملاقات کا دن آیا تو قائداعظم ایک چیز اپنی جیب میں ڈال کر وائسرئے کے ہاں گئے وہ چیز تھی پاکستان کا ایک نقشہ جس میں وہ صوبہ جات جن میں مسلمانوں کی آبادی کی کثرت تھی سبز رنگ کے دکھائے گئے تھے یہ نقشہ ایک گیارہ سال کی لڑکی نے ریشمی رومال پر سوزن کاری سے کاڑھا تھا قائداعظم نے وائسرائے کو بتایا کہ لڑکی ایک پرانی وضع کے مسلمان گھر میں وھیل کھنڈ میں پیدا ہوئی گھر میں پردہ کی سخت پابندی تھی اس لیے یہ لڑکی کسی مدرسے میں پڑھنے کے لیے نہیں بھیجی گئی اس نے نہایت محنت سے یہ نقشہ بنایا اور اس کی آرزو تھی کہ یہ نقشہ خود قائداعظم کی خدمت میں پیش کرے۔۔۔۔۔ قائداعظم فرماتے ہیں کہ لارڈ لنیتھگو اس نقشہ سے بہت متاثر ہوئے اور ان پر واضح ہوگیا کہ پاکستان کا تخیّل پردہ والی عورتوں اور چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کے دلوں تک پہنچ گیا ہے اور اب یہ خیال بدلا نہیں جاسکتا۔''(۱۱)

ادبی جرائد ورسائل کے تمام یادگاری اور خاص شماروں میں قائداعظم کی عظیم شخصیت بہر حال ادب کا حصہ بنتی رہی خواہ نظم ہو یا نثر ہر عہد میں نئی نسل کو قائداعظم کی معتبر اور قدآور شخصیت سے روشناس کرایا گیا۔ آج نئی نسل کے لیے وہ مضامین اور یادداشتیں خاص طور پر اہم ہیں جو ان ہستیوں کی تحریر کردہ ہیں جنہیں قائداعظم محمد علی جناح سے بہ نفس نفیس ملاقات کا شرف حاصل ہوا ان خوش قسمت ہستیوں میں ابوالاثر حفیظ جالندھری اور سلمٰی تصدق حسین بھی شامل ہیں۔ حفیظ جالندھری کی نظم ''قائداعظم'' کا

انگریزی ترجمہ بابائے قوم کی خدمت میں پیش گیا یہ نظم قائداعظم نے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں جلسہ عام سے اپنے خطاب سے پہلے سنوائی اور نظم کی تحسین فرمائی حفیظ جالندھری نے وضاحت کی ہے کہ:

> ''یہی نظم دوسرے ہی مہینے یعنی نومبر میں کراچی کے مشاعرہ ڈان کے بہت بڑے اجتماع کے اندر جب میں نے سنائی تو ۴۷ ہزار روپے کی بارش برس گئی جو قائداعظم مہاجر فنڈ کے لیے تھا۔'' (۱۲)

نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

مسلمانوں کے اس مجمع کو دیکھ اے قائد اعظم
جنہیں سونپا گیا اس دور میں اسلام کا پرچم
یہ اس محفل میں آئے ہیں ترے دیدار کی خاطر
بحال زار اپنے درد کے اظہار کی خاطر
یہ سب اللہ کے بندے عقیدت مند ہیں تیرے
یہ آزادی طلب پیر و جواں پابند ہیں تیرے
یہ آئے ہیں کہ تیری ذات پر ہے اعتماد ان کو
یہ آئے ہیں کہ تو جانے نہ دیگا نامراد ان کو
جواں ہمت ہے تو ان کے لیے پیرانہ سالی میں
نظر آئی نہ پستی ان کو تیری فکرِ عالی میں(۱۳)

حفیظ جالندھری نے اس نظم میں قائداعظم سے لوگوں کی والہانہ عقیدت و محبت کا کھل کر اظہار کیا ہے اور ان کی جواں ہمتی کی داد دے کر مسلم جوانوں کے جذبہء ذوق وعمل کو ابھارا ہے۔

اس یادگار نظم کے بعد قائداعظم کی شخصیت و کردار کو بارہا نظم ونثر میں موضوع بنایا گیا اور خوبصورت و بے مثل نظمیں تخلیق کی گئیں مثلاً میاں بشیر احمد کی نظم ''محمد علی جناح'' بے حد مقبول ہوئی جسے پاکستان ٹیلی ویژن کے لیے نامور گلوکار مسعود رانا نے اپنے مخصوص انداز میں ریکارڈ کرایا۔ کرم حیدری نے اپنی تخلیق ''ملت کا پاسباں'' کا عنوان اسی نظم سے لیا اور آغاز میں یہ نظم شامل کتاب کر دی۔ یہ مشہور زمانہ نظم آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں اجلاس منعقدہ لاہور میں بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء پڑھی گئی۔

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح ملت ہے جسم، جاں ہے محمد علی جناح
صد شکر پھر ہے گرم سفر اپنا کارواں اور میرِ کارواں ہے محمد علی جناح
تصویرِ عزم ، جانِ وفا ، روحِ حریت ہے کون؟ بے گماں ہے محمد علی جناح
رگ رگ میں اس کی ولولہ ہے حُبِ قوم کا پیری میں بھی جواں ہے محمد علی جناح!

لگتا ہے ٹھیک جا کے نشانے پہ جس کا تیر
ایسی کڑی کماں ہے محمد علی جناح(۱۴)

سلمیٰ تصدق حسین نے قیام پاکستان میں بھرپور حصہ لیا جیل گئیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں قائداعظم کی رفیق کار رہیں آپ کو صوبائی ڈپٹی منسٹر بنایا گیا۔ ادارہ اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمایندگی کے لیے خود قائداعظم نے جو ڈیلی گیشن چودھری محمد ظفر اللہ خاں کی سربراہی میں امریکا بھیجا سلمیٰ اس کی ممبر تھیں۔

یہی سبب ہے کہ سلمیٰ کی شاعری کا بڑا حصہ سوز و گداز سے بھرپور مقصد شاعری پر مشتمل ہے مسلم لیگ میں شمولیت کے بارے میں سلمیٰ تصدق حسین نے لکھا ہے:

''قائداعظم محمد علی جناح کی تقاریر جو اخبارات میں شائع ہوئیں مجھے بہت متاثر کرتیں۔ یہاں تک کہ قائداعظم کی آواز پر میں ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوگئی ۱۹۳۸ء میں لاہور میں منعقد ہونے والے ایک جلسہ میں تقریر کی جس کی صدارت قائداعظم نے فرمائی اسی طرح قائداعظم کی صدارت میں ایک تقریر میں نے کی جو ۱۹۳۹ء میں لاہور کے گول باغ میں منعقد ہوا۔''(۱۵)

سلمیٰ تصدق حسین نے اپنے مجموعہ کلام میں ایک گوشہ معماران ملت کے نام مختص کیا ہے جس کی پہلی نظم ''قائداعظم'' ہے چند اشعار دیکھئیے:

قائداعظم اٹھ اپنے ملک کی تصویر دیکھ
دیکھ اٹھ کر آج اپنی قوم کی تقدیر دیکھ
ملک پائندہ ترا اور قوم ہے پائندہ تر
اپنے سحر انگیز نغموں کی ذرا تاثیر دیکھ
جو عطا کی تھی ترے حُسن تدبّر نے انھیں
پارہ پارہ ہو رہی ہے اب وہی جاگیر دیکھ
میری چشم نم ہے آئینہ مرے حالات کا
دیکھ بابا آج میرے حال کی تصویر دیکھ(۱۶)

۱۴ اگست کو بسلسلہ جشن آزادی اخبارات بھی اپنے اپنے انداز میں خصوصی ایڈیشن شائع کرتے ہیں جن میں شعراء اور ادیب قائداعظم کی صلاحیتوں کو برملا خراج عقیدت پیش کرتے ہیں جان کاشمیری کی نظم ''زندہ دلی کے نقش محکم، قائداعظم، قائداعظم'' ملاحظہ ہو جو ''روزنامہ دنیا'' میں شائع ہوئی:

زندہ دلی کے نقش محکم ، قائداعظم قائداعظم قوم کے رہبر، رہبر اعظم قائداعظم قائداعظم

حق کی خاطر پرچم تھام لیا عقل و خرد سے کام لیا کیا   قریہ قریہ جاگے پتنگے شمع وفا کا نام لیا کیا
قوم کی خاطر جاگے پل پل، کام کیا دن رات مسلسل   دشمن اپنی چال پہ روئے، ہوگئے ان کے بازو شل
اپنا سمجھے قوم کا ہر غم ، قائد اعظم ، قائد اعظم
قوم کے رہبر ، رہبر اعظم ،قائد اعظم، قائد اعظم (۱۷)

اخبار کی اسی خصوصی اشاعت میں صاحبزادہ پیر مختار احمد جمال کا مضمون ''قائد اور اقبال'' شائع ہوا جس میں مصنف نے قائد کے فرمودات کی روشنی میں ان کا پیغام نسل نو تک پہنچانے کی کوشش کی مصنف نے محمد علی جناح کے ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کراچی میں مسلح افواج کے افسروں سے خطاب کا حوالہ دیا:

''قیام پاکستان جس کے لیے ہم گزشتہ ۱۰ برس سے کوشاں تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج ایک مسلّمہ حقیقت ہے لیکن اپنی مملکت کا قیام دراصل ایک مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے بذاتِ خود کوئی مقصد نہیں تصور یہ تھا کہ ہماری ایک مملکت ہونی چاہیے جس میں ہم رہ سکیں اور آزاد افراد کی حیثیت سے سانس لے سکیں جسے ہم اپنی صوابدید اور ثقافت کے مطابق ترقی دے سکیں اور جہاں اسلام کے معاشرتی انصاف کے اصول جاری و ساری ہوں وہ کارسخت جو ہمارا منتظر تھا اور راستے کی تلاش کی دشواریاں کہ جن سے ہمیں گزرنا تھا مجھے ان کے بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں تھی تاہم میں اس بات سے تقویت پا رہا تھا کہ مجھے تمام مسلمانوں کی بے پناہ حمایت حاصل ہوگی نیز اقلیتوں کا تعاون بھی جسے ہم منصفانہ بلکہ فیاضانہ سلوک سے جیت سکیں گے۔'' (۱۸)

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو قائداعظم کا یہ فرمان عصر حاضر میں نوجوان نسل کے لیے مشعل راہ ہے جس میں انھیں مملکت خداداد پاکستان کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہ کیا گیا ہے جہاں ان کے الگ تشخص، نظریات اور تہذیب و ثقافت کی حفاظت اصل مقصد تھا۔ اخبارات کے ادبی صفحات میں قائداعظم خاص مواقع پر ہمیشہ شعراء اور ادیبوں کا پسندیدہ موضوع رہے ہیں۔

صوفی تبسم کے کلیات میں قائداعظم کی محترم شخصیت کو کئی بار موضوع بنایا گیا ہے ان کے کلیات میں قائداعظم کی قدآور شخصیت پر چار نظمیں اردو اور دو فارسی میں شامل ہیں۔ پہلی نظم کے چند اشعار:

تیرے خیال سے ہے دل شادماں ہمارا
تازہ ہے جاں ہماری دل ہے جواں ہمارا
تیری ہی ہمتوں سے آزاد ہم ہوئے ہیں   خوشیاں ملی ہیں ہم کو دل شاد ہم ہوئے ہیں

تجھ سے ہی لہلایا یہ گلستاں ہمارا
اس دیس میں رہے گا چرچا مدام تیرا جس شخص کو بھی دیکھا، لیتا ہے نام تیرا
دل تیری یاد سے ہے اب تک جواں ہمارا(۱۹)

دوسری نظم کے چند اشعار دیکھیے:

تو نے دُکھ درد سارے دُور کیے تو نے ہم سب کو سرخوشی بخشی
اپنے اس دیس کو کیا آباد قوم کو تازہ زندگی بخشی
ہم کبھی بھی بھلا نہیں سکتے
تیرے احسان قائداعظم(۲۰)

قائداعظم کی شخصیت و کردار کا عکس ان کی اس نظم میں بھی دیکھا جا سکتا ہے:

لب بستہ ہستیوں کو زباں دے کے چل دیا
دل خستہ بے لبوں کو تواں دے کے چل دیا
الجھی ہوئی تھیں راہیں بھٹکتے تھے راہرو!
گم گشتہ منزلوں کا نشاں دے کے چل دیا
آزادیوں کی راہ کھُلی ارض پاک میں
اس آسماں کو کہکشاں دے کے چل دیا
دیدہ وروں کو حُسن بصیرت عطا کیا
نکتہ وروں کو حُسن بہاراں دے کے چل دیا(۲۱)

صوفی تبسم کی یہ نظم ''ماہ نو'' لاہور (مارچ ۱۹۷۸ء ص۔۴۷) میں بھی شائع ہوئی۔ چار اردو نظموں کے بعد قائداعظم ہی کے عنوان سے دو نظمیں فارسی میں ہیں:

کلبہ تاریک مارا کرد روشن تر زروز
درشبستان وطن ہمچو سحر خندید رفت
درشبستان وفا باآرزو ہا دل بسوخت
دربیابانِ دغا با برقہا بازید رفت(۲۲)

آخری نظم ''وفات قائداعظم'' کے دو اشعار دیکھیے:

رہروان را نماند راہبری کاروان میر کاروان گم کرد
بود چون روُح درتن ِملت رفت و ملت متاع جان گم کرد(۲۳)

اردو نظم کے جدید شاعر امجد اسلام امجد نے اپنے مجموعہءکلام ''آنکھوں میں ترے سپنے'' میں قائداعظم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا:

رُتوں کی قسمت بدل گئی ہے
سیاہ راتوں کو جگمگا کر
وہ روشنی کی لکیر آگے نکل گئی ہے
رتوں کی قسمت بدل گئی ہے
زمیں کا نغمہ سنائی دینے لگا سماعت یہ اُس نے دی ہے
خود اپنا چہرا دکھائی دینے لگا بصارت یہ اُس نے دی ہے
ہوا کی آہٹ دھنک کے رنگوں میں ڈھل گئی ہے
رتوں کی قسمت بدل گئی ہے
۔۔۔۔بس ایک آہٹ سے بام و در کے نصیب جاگے بہار آئی
بس ایک خوشبو کی لہر جیسے ، خزاں کا صدقہ اتار آئی
نظر نظر تھی جو برف دیکھو پگھل گئی ہے
سیاہ راتوں کو جگمگا کر
وہ روشنی کی لکیر آگے نکل گئی ہے
(قائداعظم کے لیے)(۲۴)

نظم کا میدان ہو یا نثر کا قائداعظم محمد علی جناح کی قد آور شخصیت ہر دور میں اردو ادب کا حصہ رہی ہے۔تصنیف و تالیف اور معتبر رسائل و جرائد کا قابل ذکر حصہ مضامین و مقالات کی صورت میں عوام الناس کی دلچسپی کا مرکز و محور رہا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ قائداعظم محمد علی جناح تقاریر و بیانات ۴۸۔۱۹۴۷ء، اسلام آباد: نظامت اعلیٰ فلم و مطبوعات و زارت اطلاعات و نشریات حکومت پاکستان،ص:۳۱۳

۲۔ عبداللہ،سید،ڈاکٹر،صحیفہ،قائداعظم نمبر،لاہور:مجلس ترقی ادب،ستمبر/دسمبر۱۹۷۶ءص:۲۲

۳۔ ایضاً،ص:۲۴

۴۔ ایضاً،ص:۲۱۵

۵۔ ایضاً

۶۔ کریسنٹ صد سالہ نمبر۱۹۹۲۔۱۸۹۲ء،لاہور: گورنمنٹ اسلامیہ کالج،اظہار سنز،ص:۹۰۔۸۹

۷۔ ایضاً،ص:۹۴

۸۔ ایضاً،ص:۹۳

۹۔ حنیف فوق،ڈاکٹر،متوازی نقوش،کراچی:نفیس اکیڈمی،طبع اول،اگست ۱۹۸۹ءص:۱۰

۱۰۔ کشور ناہید، روداد سفر، مشمولہ: ماہ نو، چالیس سالہ مخزن، جلد اول، کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان

۱۱۔ عبدالقادر، سر، ماہ نو، چالیس سالہ مخزن، جلد اول، کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان، ص: ۸۵۲۔۸۵۱

۱۲۔ حفیظ جالندھری، چراغ سحر، لاہور: کتاب خانہ حفیظ، س ن، ص: ۱۴۲

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ کرم حیدری، ملت کا پاسباں، کراچی: قائداعظم اکیڈمی، طبع اول، ۱۹۸۱ء

۱۵۔ سلمیٰ تصدق حسین، گلہائے رنگارنگ، لاہور: ادراہ ادب، ۱۹۸۳ء، ص: ۵۵۔۵۴

۱۶۔ ایضاً، ص: ۱۴۷

۱۷۔ روز نامہ دنیا، اشاعت خصوصی، ۱۴،اگست ۲۰۱۸ء

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ صوفی تبسّم، کلیات صوفی تبسم، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، جنوری ۲۰۱۳ء، ص: ۳۴۷

۲۰۔ ایضاً، ص: ۳۴۸

۲۱۔ ایضاً، ص: ۳۵۱

۲۲۔ ایضاً، ص: ۴۶۶

۲۳۔ ایضاً، ص: ۴۶۷

۲۴۔ امجد اسلام امجد، آنکھوں میں تیرے سپنے، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء، ص: ۱۸۶۔۱۸۵

☆......☆......☆